Lesson 3: Hud (Ayaat 50- 83): Day 10

سُوۡرَةُ هُود کی تفسیر

اس سبق میں ایک سے زیادہ انبیاء کرام کے قصے ہیں اور اس سبق میں ہم یہ دیکھیں گے کہ مختلف نبی مختلف قسم کے لوگوں کی طرف بھیجے گئے اور ان کا پیغام ایک تھا دعوت ایک تھی اور انجام بھی ایک ہوا۔

عمل کی بات:

تمہاری زندگی میں حالات کیسے بھی مختلف آجائیں تم نے دین کا پیغام نہیں بدلنا۔ یہ بنیادی تھیم ہے۔

سب سے پہلا قصہ، قومِ عاد کا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا‌ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ؕ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا اُس نے کہا "اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو، تمہارا کوئی خدا اُس کے سوا نہیں ہے تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں ﴿۵۰﴾

قومِ عاد یمن کی طرف آباد تھی خضر موط کے پاس ایک علاقہ تھا۔ حضرت نوح کی قوم کے جو باقی لوگ تھے، ان کی نسل سے یہ قوم آباد ہوئی۔ انہوں نے زبردست ترقی کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت کچھ دیا۔ تعمیرات میں بہت آگے تھے جسمانی طور پر مضبوط تھے، اونچی اونچی عمارتیں بناتے تھے۔

یہ اور ان سے آگے کے نبیوں کے جو آج قصے پڑھ رہے ہیں یہ اپنے دور کی سپر پاور تھے۔ ان کو اپنی ترقی پر بڑا مان تھا۔ جب قومیں مادہ پرستی کا شکار ہو جاتی ہیں تو ان کی نظر مال پر ہوتی ہے۔ ہر وہ کام

کرتے ہیں جن سے ان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور مال ملے اور جب کسی کو بے لوث کام کرتا دیکھیں تو ان کو یقین نہیں آتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا اور یہ دین کا کام کر رہے ہیں۔

پیچھے ہم نے حضرت نوح کی ساڑھے نو سو سال کی دین کی خدمات پڑھیں، اللہ نے اُن کی ان کوششوں کے بعد تقریبا80،70 لوگوں کو اسلام دیا اور وہ لوگ جو اتنا بڑا اللہ تعالی کا معجزہ دیکھ چکے تھے کہ ایک کشتی کے اندر اُن کو بچا لیا گیا لیکن بعد میں انہی کی نسل آنے والے وقت کے ساتھ پھر بگڑی۔ یعنی چنُے ہوئے لوگوں کی نسل میں پھر بگاڑ آ گیا۔

جیسے شمع سے دور ہوتے ہیں تو اندھیرے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح کے حالات ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالی کا ایک کلیہ یاد رکھیں کہ جب بھی قوم میں بگاڑ اتنا بڑھ جائے کہ اصلاح نہ ہو تو ان کو کاٹ دیتا ہے۔ جیسے کسی شخص کے جسم کا کوئی عضو کینسر کا شکار ہو اتو ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس کا یہ حصہ کاٹ دو تو بہتر ہے۔

پیچھے حضرت نوح کے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ کہہ دیا کہ اُس کو چھوڑ دو۔ یہ تم میں سے نہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ آپ کی نسل سے نہیں تھا، بلکہ یہ کہہ دیا کہ یہ آپ کے مشن کا پر چلنے والا ہی نہیں ہے اس کو جسم سے الگ کرنا ہی پڑے گا۔ پچھلی قوموں کے وہ لوگ جنہوں نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا تھا ان کو اللہ تعالی نے وقت کے ساتھ ختم کیا وہ سارے ہی بگڑ گئے تھے لیکن ان میں سے چند لوگ جن کے اندر خیر تھی اللہ نے ان کو بچایا لیکن ان کی نسلوں کے لوگوں میں بھی آگے جا کر پھر بگاڑ آنے لگا تو اللہ نے ان کو بھی پکڑ لیا۔

آج آپ کو کوئی ترقی مل گئی ہے تو یہ آخری نہیں ہے اس کے بعد پھر بڑے امتحان آنے ہیں زندگی میں بعض دفعہ ہم کسی ایک امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور تھوڑے ریلکس ہونے لگتے ہیں، دوبارہ کسی جگہ پکڑے جاتے ہیں۔

مشرکینِ مکہ جہاں یہ سارے قصے بیان ہو رہے ہیں ان کا یہ عقیدہ بن چکا تھا کہ ہمارے بڑوں نے کچھ اس طرح کے نیک کام کر لیے ہیں کہ اس کے بعد اگر ہم کوئی بھی کام اچھا نہ کریں تو بھی ہم بچ جائیں گے۔ نسل در نسل انبیاء کرام کے یہ قصے بیان کر کے ہم سب کو بھی اور مکہ والوں کو کہا ہے کہ اپنی خوش فہمیاں دور کر لیں۔ کہ تم اپنے آپ کو کچھ خاص نہ سمجھ لو بلکہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالی کے فیصلوں پر چلا کر رکھو۔

یہاں حضرت ھود کے پیغام کی بات ہے لیکن قومِ عاد کو کیوں کہا گیا۔

عاد کا لفظ، عادی سے ہے use to پرانی چیز کو کہتے ہیں عرب لوگ آثارِ قدیمہ کو عادیات کہتے ہیں۔ اور قومِ عاد کے قصے عرب کے گھر گھر تھے۔ ضرب المثل کے طور پر، لوگ ان کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ جب کسی کی ترقی کی بات کرنی ہو تو اسی قوم کی مثال دیتے تھے اور جب کسی کی تباہی کی بات کرنی ہو تو بھی اسی کی بات کرتے تھے۔

اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کو کہہ دیا کہ ان کی طرف ان کے بھائی حضرت ھود آئے۔ قبیلے کی نسبت سے بھائی کہا گیا۔ کسی جگہ پر جا کر دین کی بات کرنے سے پہلے ان لوگوں کو پڑھنا چاہیے ان کے رواج اور باتیں ہوں۔

یفترون کیا ہے، یہ افتراؤں کا شرک تھا، خلافِ حقیقت باتیں تھی جیسے دیکھیں کہ بعض لوگ اللہ کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں بزرگوں کے بارے میں کرتے ہیں بتوں کی عبادت کے نام پر انہوں نے باتیں کی ہیں ان کو کہا گیا تھا کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو لیکن انہوں نے شرک کرنا شروع کر دیا۔ یہ ساری باتیں کہہ کر ان کو بتا دیا گیا کہ تم لوگ جس طرز پر زندگی بسر کر رہے ہو یہ صحیح نہیں ہے تم اس کو چھوڑ دو۔

یٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

اے برادران قوم، اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، کیا تم عقل سے ذرا کام نہیں لیتے؟ ﴿۵۱﴾

بار بار انبیاء کرام کو اس بات کی یقین دہانی کروانی پڑتی تھی کہ لوگو میں مال کے لیے یہ کام نہیں کر رہا۔ دنیا میں مختلف لوگ ہیں جو انسانیت کی خدمت کرتے ہیں کچھ فن اور میوزک کے نام پر کرتے ہیں کچھ comedy کے نام پر کرتے ہیں۔

کوئی فنکار فن کے نام پر کرتا ہے لیکن وہ اس کا پیشہ ہوتا ہے، کبھی آپ نے یہ نہیں دیکھا ہو گا کہ voluntarily میں یہ کام کرتا ہوں۔

رسول اور فنکار میں یہی فرق ہوتا ہے کہ فنکار اپنے Skills کو لوگوں کے لیے لگاتے ہیں لیکن اس سے ان کا پیٹ بھرتا ہے۔ نبیؑ اپنے دور کی کریم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کردار اور خوبصورتی بھی دی ہوتی ہے۔ نبی اپنے سکلیز کو مال بنانے کا ذریعہ نہیں بناتے۔ کیوں کہ وہ دردمند ہوتے ہیں۔

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ۔۔ میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا تم عقل سے ذرا کام نہیں لیتے؟

جس رب نے ماں کے پیٹ میں کھلا دیا کیا وہ اب اس کے کام کرنے پر نہیں کھلائے گا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہاتھ توڑ کر بیٹھ جائیں، دین کا کام کرنے والے کام چھوڑ دیں؟ نہیں وہ کام کریں۔ آپ حضرت محمد ﷺ کو دیکھ لیں۔ حضرت داؤد کو دیکھ لیں سب کام کرتے تھے۔ حضرت داؤد کپڑے کا کام کرتے تھے حضرت ادریس کپڑے بننے کا کام کرتے تھے۔ ہر نبیؑ نے اپنے دور میں کام کیا۔

ہر دین کا کام کرنے والے کے پاس کوئی ایسا source of income ہو کہ جو ان کے کاموں کو چلنے دے۔

ضروریات اللہ پوری کرتا ہے وہ اس کی پوری کر دیتا ہے۔ نبیوں نے یہی بات کہہ کر اپنے بارے سے لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ تم ہماری فکر نہ کرو کہ ہماری کہاں سے پوری ہو رہی ہے تم اپنی فکر کرو۔ تم جو مال کمارہے ہو اگر اس میں کوئی ناجائز چیز ہے تو یہ پکڑ کی بات ہے۔

وَیٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ یُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا وَّیَزِدۡکُمۡ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۵۲﴾ اور اے میری قوم کے لوگو، اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کرے گا مجرموں کی طرح منہ نہ پھیرو" ﴿۵۲﴾

یہ ہے اصل نقطہ کہ اپنے گناہوں پر نظر ڈالو۔لوگ دین کا کام کرنے والوں کو microscopic view سے دیکھتے ہیں بڑی بڑی glasses لگا کر دیکھتے ہیں کہ اس کے source of income اس کے طرزِ زندگی میں کوئی گناہ تو نہیں ہے تو کہا کہ اس کی خرابیاں چھوڑو تم اپنی خرابیاں دیکھو اور اگر کچھ نظر آجائے تو depressed نہیں ہونا بلکہ کیا کرو!

اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ

سورۃ ھود کے شروع میں اس پر بات ہوئی تھی پہلا موضوع ہی توبہ استغفار تھا۔اور آپ دیکھیں کہ نبی آتے ہی ان لوگوں میں ہیں جو گناہوں میں لت پت ہو گئے ہوتے ہیں۔کیا سکھایا جاتا ہے کہ پریشان نہ ہو بس پچھلی زندگی پر توبہ کر لو اور اگلی زندگی میں اپنے آپ کو نیکیوں پر ڈال لو یہی آج کے دور میں دین کی دعوت دینے والوں کی strategy ہونی چاہیے۔اگر دین کی بات کرنے والوں کے سامنے سب نیک ولی پیغمبر بیٹھے ہوں تو دعوت دینے کا فائدہ کیا۔

کوئی بندہ جو گناہوں کا بوجھ اٹھا کر آپ کے پاس آتا ہے آپ اس کو ہمیشہ اس بات کی دعوت دیں کہ کوئی بات نہیں توبہ کریں۔تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ توبہ تو کریں مگر کیسے کریں۔

گناہوں پر توبہ کیسے کروں:-

گناہ کیا ہے؟اللہ کی بات نہ ماننا، جو اللہ نے کہا ہے اس سے پیچھے ہو جانا۔نافرمانی، آج ہم گناہ اس کو سمجھتے ہیں جیسے لوگ غلط سمجھیں۔حالانکہ گناہ وہ ہوتا ہے جیسے اللہ غلط کہے وہ غلط ہے۔

گناہ کرنے والے لوگوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

1. جو گناہ کرتا ہے اور گناہ کا انکار کرتا ہے کہ یہ گناہ ہے ہی نہیں۔
2. گناہ کرتا ہے اور اس کو جائز بنانے کے لیے بہانے ڈھونتا ہے۔مانتا ہے کہ گناہ کیا ہے لیکن بہانے ڈھونٹتا ہے۔
3. گناہ کرتا ہے اور اقرار کرلیتا ہے اور مجرم بن کر اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ

اللہ کو یہ گناہگار بہت پیارے لگتے ہیں۔

جو بندہ گناہ کرکے اپنے رب کے پاس پلٹ جائے اللہ کو وہ گناہ نہ کرنے والے سے زیادہ پیارے لگتے ہیں۔

۔۔۔ہر بندہ جو بنی آدم میں سے ہے وہ خطاکار ہے۔۔۔۔۔اور بہترین خطاکار وہ ہے جو توبہ کرے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ۔۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے توبہ کرو، خالص توبہ

عربی زبان میں خالص شہد جس میں کو ملاوٹ نہ ہو اس کو کہتے ہیں۔۔۔

تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا کیا ہے خالص توبہ ملاوٹ سے پاک ہو۔

ایسا کپڑا جو پھٹ جائے پھر اس کو سی لیا جائے۔کپڑا پھٹ جاتا ہے پھر آپ ایک اور کپڑا لگاتے ہیں اور اس کو سیتے ہیں اس عمل کو نصوحا کہتے ہیں۔

تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا کیا ہے کہ تمہاری روح کی دھجیاں اُڑ گئی ہیں۔ پھٹ گئی ہے تمہاری روح۔ اس کے اوپر توبہ کا پھاؤ لگاؤ اور پیچ لگا دو۔ اللہ سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر جوڑ لو۔ تمارے ایمان کی زندگی میں ایک شگاف ہو گیا ہے اس کو پُر کر کے توبہ کر لو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر گناہ کا میلان بھی رکھا ہے اور رجحان بھی رکھا ہے۔ لیکن اس کے بعد توبہ کر لینے سے یہ رجحان ختم ہو جاتا ہے تو ہم سب اپنی زندگی پر غور کریں۔

میں کس قسم کی ہوں۔ ابھی بھی سود کی دلیلیں دیتی پھر رہی ہوں خود کو، ابھی بھی اس کو گناہ نہیں مانتی یا اب اس پر اللہ سے سچی توبہ کی کوشش کر رہی ہوں۔ جتنا زیادہ آپ خود پر غور کریں گے آپ کو اپنے گناہ دکھیں گے۔ گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے زہر پر مٹھاس لگا کر اسے نگل لے اوپر سے میٹھی گولی ہے اندر زہر ہے۔ گناہ کرنے میں لذت ہوتی ہے لیکن حقیقت میں روحانی موت ہے ہمارا جسم پھلتا پھولتا ہے گناہ کے بعد لیکن روح مر جاتی ہے۔ گناہ کی حقیقت ایک خارش زدہ شخص کی سی ہے، کھجلی ہوتی ہے اسے کھجلاتا ہے وقتی طور پر اسے کھجلی میں مزہ آتا ہے پر اس میں پھر پیپ پڑ جاتی ہے پھر جلن ہوتی ہے راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور سکون ختم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے؛۔ نبیوں کا راستہ لوگوں کو گناہوں کی زندگی پر شیر کرنے والا نہیں ہوتا، بلکہ تم توبہ کر کے میری طرف آجاؤ۔

نبیوں کا پیغام کیا تھا؟۔۔۔ اللہ کی طرف توبہ کرو استغفار کرو۔ ہو گا کیا فوائد؛

تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا۔۔ وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا۔

مِّدۡرَارًا کا لفظ درء سے ہے ہر چیز کی فراوانی کو کہتے ہیں۔ خوبی، دودھ کی کثرت، بارش کا پانی برسنا، چراغ میں نور کا آجانا۔۔۔۔ بہت رونے والی آنکھ کو کہتے ہیں جب جانوروں کے تھنوں میں بہت زیادہ دودھ آجاتا ہے تو اس کے لیے بھی یہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔ انگلش میں abundance کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

ابو داؤد کی روایت میں آتا ہے؛

من لزم الاستغفار، جعل الله له من كل هم فرجا، ومن كل ضيق مخرجا، ورزقه من حيث لا يحتسب."

”جس نے استغفار کو لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر غم اور تکلیف سے نجات دے گا، اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادے گا، اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا، جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو گا“

تو کیا پتہ چلا؟ استغفار دنیا کی نعمتوں کے دروازے بھی کھول دیتا ہے۔

دوسرا فائدہ؛ وَّيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمۡ - تمہاری موجودہ قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا۔

قوت کیا چیز ہوتی ہے؟ قوت ہے کچھ کرنے کی صلاحیت۔

قوۃ؛ عربی میں کھانے کو کہتے ہیں۔ اتنا کھانا کہ جس کو کھا کر بندہ زندہ رہے۔ ہم جو کچھ بھی کھاتے ہیں اس کو جسم میں utilize کرتے ہیں۔

قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ سے مراد ہے! تمہاری موجودہ قوتوں سے بھی زیادہ ملے گا۔

دین کی طرف آتے ہوئے ڈرو نہیں کہ یہ چھن جائے گا۔ اس سے بھی زیادہ ملے گا۔

تمہاری مادی قوت میں روحانی قوت شامل ہو جائے گی۔ ابھی جسم صحت مند ہے پھر روح بھی صحت مند ہو جائے گی۔

دل کا اطمینان ملے گا۔ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ جب دل مطمئن ہوتا ہے تو انسان کی efficiency بڑھ جاتی ہے۔ سرور ملے گا، خوشی ملے گی۔

قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ اللہ کی پہچان مل جائے گی۔

ہر چیز کے ابتدائی دن مشکل ہوتے ہیں۔ اسی طرح دین کی طرف آتے ہوئے شروع میں تو وہ نعمتیں نہیں ملتی بعض لوگ یہ سوچ لیتے ہیں کہ اس کے بعد بھی کچھ نہیں ملنا۔ لیکن آپ کو پتہ ہے کہ اس کے بعد نعمت مل جاتی ہے۔ شروع کی مشکلات سے گھبرائیں نہیں۔

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۔۔ مجرموں کی طرح منہ نہ پھیرو"

یعنی اس دین کے تقاضوں سے گھبرا کر دین کو نہ چھوڑو۔ بہت سارے لوگ شروع کی مشکلات سے یہ assume کر لیتے ہیں کہ اس کے بعد بھی خیر کوئی نہیں ملنی اس لیے کہا کہ تم مت سوچو کہ یہ راستہ صرف مشکلوں کا راستہ ہے نہیں اس میں تمہیں بڑی خیر ملنے والی ہے۔

حضرت ھود کے ذریعے سے ہمیں ایک نبی کی دعوت کے بنیادی اصول مل رہے ہیں۔

توحید (تعبدواللہ)۔ توحید پر جم جاؤ۔

پھر پچھلی زندگی کے گناہوں پر توبہ۔ اپنے آپ کو کفر، شرک اور غلط چیزوں سے پیچھے کر لو۔ معافیاں مانگ لو کیوں کے گناہ ہمیں نیکیوں کی طرف آنے نہیں دیتے۔

(توبہ کروگے تو فوائد ہیں۔ اس سے ہمیں دعوت کا ایک نقطہ ملتا ہے)

نئے نئے دین اور اسلام کی طرف آنے والے ان کو لالچ دیا کرو، دنیا کی چیزیں بھی دیا کرو۔ ان کو دین کے دنیا میں فوائد بھی بتاؤ کیوں کہ اس وقت ان کو دنیا ہی نظر آ رہی ہوتی ہے۔

حضرت ھود کے کردار سے ایک اور بات بھی سمجھ آتی ہے کہ وہ لوگوں کے نفسیات کے مطابق کام کرتے تھے۔

انہوں نے لوگوں کو پچھلی زندگی میں کیے ہوئے گناہوں پر توبہ کرنے کی دعوت دی لیکن تسلیاں نہیں دِلائیں کہ چلو کوئی بات نہیں اب بھی وہی کام کرتے رہو۔ ان کو اپنے بھائی کہا،

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتٰرِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾

انہوں نے جواب دیا "اے ہودؑ، تو ہمارے پاس کوئی صریح شہادت لے کر نہیں آیا ہے، اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے، اور تجھ پر ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿٥٣﴾

اے ھود تم ہمارے پاس کوئی دلیل ہے؟ اچھی بات نہیں لے کر آئے۔

کوئی دلیل کوئی کھلی بات، اچھی چیز ہی لے کر نہیں آئے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ھود کوئی دلیل نہیں لائے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ ھود نے دلیل تو دی تھی مگر قوم کا معیار ہی کچھ اور تھا ان کو اپنی مرضی کی دلیل چاہیئے تھی۔ اپنی ڈھٹائی کو کہہ رہے ہیں کہ ہم نہیں چھوڑنے والے اپنے معبود کو۔

قَوْلِكَ تیرے کہنے پر۔ اللہ کی بات کو نبی کی بات کہہ دی۔ یہ بھی شیطان کا ایک دھوکا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ داعیِ دین اپنی طرف سے باتیں کر رہا ہے، یہ ہمیں سنا رہا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اللہ کی بات سے بلکہ یہ کہا کہ تیری بات سے۔

وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ اور ہم تجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔

ہمیں کوئی نہیں یقین کہ تم صحیح باتیں کہتے ہو، ہمیں تو لگتا ہے کہ تو ہمیں ہی باتیں کہتے ہو اور اصل معاملہ پتہ ہے کیا ہے ہمارا تمہارے معاملے میں گمان کیا ہے۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ
﴿۵۴﴾

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے "ہودؑ نے کہا" میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھیرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں ﴿۵۴﴾

اِعْتَرٰىكَ : ع،ر،ک۔ ارادہ کیا، چھا گیا، یہ معاملہ کیا۔ اردو میں ہم کہتے ہیں کہ اس پر مار پڑ گئی ہے وہی محاورہ ہے یہاں پر، بددعا لگ گئی ہے تمہیں، ان کی پکڑ لگ گئی ہے تمہیں دماغی خلل ہو گئی ہے۔

حق لے کر آنے والوں کو طعنے سننے پڑتے ہیں۔

کہتے تھے کہ تم پر کسی کی مار پڑ گئی ہے کہ کیسے کہ یہ تمہیں جو بہکی بہکی باتیں سوجھ رہی ہیں کہ یہ کچھ نہیں کرتے، معبودوں کو برا کہتے ہو انہوں نے تمہارے دماغ پر اثر کر دیا ہے اور تم یہ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ یہ جو ان کی شان میں گستاخی کرتے ہو اس کی سزا ملی ہے تمہیں کہ تمہارا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا۔

قَالَ اِنِّیۡۤ اُشۡهِدُ اللّٰہَ

نبی کتنے اپنی ذات سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ دعا کیجیے ہم اپنی ذات کے بت سے نکل آئیں۔ کہا میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ جس نے نبی بنا کر بھیجا ہے اسی کی گواہی پیش کرتا ہوں وہی جانے اور تم جانو۔

وَاشۡهَدُوۡۤا اَنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ ۙ اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھیرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں۔

میں تمہاری باتوں سے گھبرا کر تمہارے والے کام نہیں کروں گا۔

اتنا pear pressure ہے کہ لوگ ان کو دیوانہ کہہ رہے ہیں لیکن استقامت سے جم گئے۔ حق کہنے والے کے لیے سب سے لازم چیز استقامت ہے۔ دوسرے پاگل کہیں، دیوانہ کہیں، جھلی کہیں، extremist کہیں جو بھی کہیں، آپ ان کی باتوں سے گھبرا کر آپ نہ وہ راستہ چھوڑ دیں اور اگر آپ

نہیں چھوڑیں گے تو دوسرے بھی ایک دن آپ کے پاس آئیں گے۔عام راستے پر majority ہوتی ہے آپ minority پر ہیں اکیلے ہیں اسی لیے آج آپ کی کوئی value نہیں پہچانتا۔

دیکھیے گا وہ دور جب دین کا دور دورہ ہو گا، تو لوگ اس دین کی بات کہنے والوں کو وہ پروٹوکول دیں گے جو آج سٹارز کو دیا جاتا ہے۔ لیکن آپ کے اندر اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کے ہم جو کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے اور چلینج کرتے ہو تو کر دو۔

مِنۡ دُوۡنِهٖ فَكِيۡدُوۡنِىۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ لَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۵۵﴾

تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو﴿۵۵﴾

کیا بلا درجے کا اعتماد جھلکتا ہے سب میرے خلاف جمع ہو جاؤ، یہ ہے دلیل کا زور، کون سی فوجیں تھیں حضرت ھود کی حفاظت کے لیے؟ حق کی! یہ دلیل کا زور ہوتا ہے تم سب مل کر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو تم میں سے کوئی ہٹانے والا نہیں۔

كَاشِفَ ہٹانے والا۔ یہ یقین بندے کو سر اٹھا کر جینا سکھاتا ہے کیوں کہ

اِنِّىۡ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىۡ وَرَبِّكُمۡ‌ؕ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا‌ؕ اِنَّ رَبِّىۡ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۵۶﴾ میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے﴿۵۶﴾

تقدیر کا پٹا میرے رب کے ہاتھ میں ہے ہر جاندار کی قسمت اور تقدیر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

رسول کریم سے بڑی معروف اور خوبصورت دعا ملتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ عَبۡدُكَ وَابۡنُ عَبۡدِكَ وَ ابۡنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیۡ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُکۡمُكَ عَدۡلٌ فِیَّ قَضَآءُكَ اَسۡأَلُكَ بِكُلِّ اسۡمٍ هُوَلَكَ سَمَّيۡتَ بِهِ نَفۡسَكَ اَوۡ اَنۡزَلۡتَهُ فِیۡ كِتَابِكَ اَوۡ عَلَّمۡتَهُ اَحَدًا مِّنۡ خَلۡقِكَ اَوِ اسۡتَأۡثَرۡتَ بِهِ فِیۡ عِلۡمِ الۡغَيۡبِ عِنۡدَكَ اَنۡ تَجۡعَلَ الۡقُرۡآنَ الۡعَظِيۡمَ رَبِيۡعَ قَلۡبِیۡ وَ نُوۡرَ صَدۡرِیۡ وَ جَلَآءَ حُزۡنِیۡ وَ ذَهَابَ هَمِّیۡ وَ غَمِّیۡ

پیشانی عزت کا ایک نشانی ہے کہتے ہیں کہ میری پیشانی رب کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو تم معبود کہتے ہو وہ سب بھی رب کے ہاتھ میں ہیں تو گویا کہ یقین اس بات کا ہے کہ رب نے میرے بارے میں کوئی خیر لکھی ہے تو تم اس کو دینے سے روک نہیں سکتے۔

اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔

یعنی اس نے میرے معاملے میں جو فیصلہ کیا ہے وہ سچ ہے۔ ناراض دکھتے ہیں رب سے؟ کیا ان اپنی دینی خدمات کا کوئی فائدہ دکھ رہا ہے نہیں! آج ہم People conscious بن جاتے ہیں۔ لوگ آ رہے ہیں تو ہم بڑے کامیاب ہیں اور لوگ نہیں آ رہے تو ہم ناکام ہیں۔

اللہ کی بات کرنے والا ہمیشہ ہی کامیاب ہے۔ اس کو یہ یقین ہے کہ میرے رب نے میرے ساتھ جو معاملہ کیا ہے وہ بہترین ہے اس لیے تم جو میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو کر لو! میرا رب میرے ساتھ ہے

تو مجھے کسی چیز کی فکر نہیں۔ جو توحید کی دعوت دے رہا ہو یہ دعوت ہے صراطِ مستقیم پر چلو گے تو کامیابی ملے گی۔ اور اس سے ہٹو گے تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور نہیں مانتے تو نہ مانو میری ذمہ داری ختم۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

اگر تم منہ پھیرتے ہو تو پھیر لو جو پیغام دے کر میں تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ میں تم کو پہنچا چکا ہوں اب میرا رب تمہاری جگہ دوسری قوم کو اٹھائے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگراں ہے" ﴿۵۷﴾

میں نے وہ سارے پیغام تمہیں دے دیے جو دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ یہاں سے نبیوں کا باامانت ہونا پتہ چلتا ہے کہ جتنا زیادہ اللہ کے پیغام آگے پہچانے کا احساس قائم ہوتا ہے اتنا زیادہ وہ اس کو اچھے طرح سے پہنچاتے ہیں۔

نبیوں کو اس بات کا پورا یقین ہوتا ہے کہ اللہ نے لوگوں کی ہدایت ہمارے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہے۔ ہم نے پہنچا کر آنی ہے۔۔ لھٰذا یہ کہتے ہیں کہ جو پیغام مجھے دیا گیا تھا میں نے تم تک پہنچا دیا۔

آیت 56 میں صراطِ مستقیم پر کسی شخص کے ہونے کی علامتیں دِکھ رہی ہیں۔

I. وہ توحید پر ہوتا ہے۔
II. مال نہیں مانگتا۔
III. بخشش کی دعوت دیتا ہے۔

IV. لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ اس راستے سے نہ ہٹو۔

V. اللہ پر توکل۔

VI. اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے۔

اتنے کام کرنے والا، حقیقت میں اللہ کی نظروں میں سرخرو ہوتا ہے۔

قوم کو آخر میں دھمکیاں دیتے/ڈراتے ہیں نہیں مانتے تو نہ مانو۔

وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّىْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَفِيْظٌ

اب میرا رب تمہاری جگہ دوسری قوم کو اٹھائے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگراں ہے"

یہاں نبی کی دعوت کا پہلا حصہ مکمل ہوا ہے۔

جب قومیں اتنی ڈھیٹ ہو جائیں، نہ رکیں تو اگلا دور شروع ہوتا ہے۔

قوم نے صاف کہہ دیا کہ ہم نہیں مانتے تو اب عذاب کا فیصلہ؛

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٨﴾

پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہودؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے نجات دے دی اور ایک سخت عذاب سے بچا لیا﴿۵۸﴾

جب عذاب کا فیصلہ آگیا ہم نے ہود کو بھی بچالیا اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں کو بھی اپنی رحمت سے بچالیا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہود اور ان کے ساتھیوں کو کس عذاب سے بچایا گیا؟ بُرے لوگوں میں رہنے کا عذاب۔ کسی انسان کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے کہ اس کو ان لوگوں کے ساتھ رہنا پڑے جو گناہوں کی زندگی گزار رہے ہوں۔ ہم خود گندے ہیں نہ تو ہمیں اپنے آپ سے اور دوسروں سے بھی بو نہیں آئے گی۔ آپ خود صاف ستھرے ہو جائیں تو ذرا سی بُو ہو گی تو آپ کو بو آئے گی۔

ایک وہ ہوتا ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ گناہوں میں مل رہے ہوتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کیا حرج ہے لیکن جب آپ خود گناہوں کی جیکٹ اتار کر توبہ استغفار کے کپڑے پہن لیتے ہیں تو آپ کو لوگوں کی بدبو بڑی جلدی دکھتی ہے۔ کہتے ہیں انسان برائی نہیں چھوڑتا لیکن برائی کی بو سے بچنے لگتا ہے تو ایک دن ضرور اس گناہ کو چھوڑ دے گا۔

جب ہم غلط کام کو غلط ہی نہیں کہتے تو لوگ پھر حجتوں پر آجاتے ہیں۔ بعض دفعہ لوگوں کو آپ دین کی دعوت دیتے ہیں تو لوگ پھر آگے سے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ آپ چپ ہو جاتے ہیں۔ وہ کچھ بھی احساس نہیں کرتے۔

اللہ نے حضرت ھود کو نجات دے دی۔

وَ نَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ اور ایک سخت عذاب سے بچالیا۔

آپ نماز پڑھ رہے ہیں دوسرے لوگ نہیں پڑھ رہے تو کیا آپ خوش رہ سکتے ہیں؟ کیا اس سے بڑا بھی کوئی عذاب ہو گا؟ آپ جہاں جا کر رونا چاہ رہے ہیں لوگ وہاں ہنس رہے ہیں تو آپ کو خوشی ہو گی؟

تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں؛

وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾

یہ ہیں عاد، اپنے رب کی آیات سے انہوں نے انکار کیا، اس کے رسولوں کی بات نہ مانی، اور ہر جبار دشمن حق کی پیروی کرتے رہے ﴿٥٩﴾

دیکھو ذرا، اِن کو یہ بڑے بننے والی قوم عاد!

قوم عِاد کے پاس ایک رسول آیا تھا۔ جس نے ایک رسول کا انکار کیا گویا اس نے سب کا انکار کر دیا۔

رسول کو جب چھوڑا تو سرکشوں کو پکڑا۔ جو ان کو خوش ہونے کا موقعہ دے رہے تھے جو ان کو غلط چیزوں پر تسلیاں دیے رہے تھے۔

سورۃ الحاقہ کی آیت 6 میں بھی قومِ عاد کی بات ہے

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾

اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے ﴿٦﴾

اللہ نے اس قوم کو نہ صرف تباہ کیا اور آگے دیکھیں؛

وَاُتۡبِعُوۡا فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا لَعۡنَةً وَّیَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا کَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّعَادٍ قَوۡمِ هُوۡدٍ ﴿۶۰﴾

آخر کار اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی سنو! عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، سنو! دور پھینک دیے گئے عاد، ہودؑ کی قوم کے لوگ ﴿۶۰﴾

اللہ نے ان کے اوپر اپنی لعنتیں ڈال دیں۔ لعنت سے کیا مراد ہے؟ توفیق چھن گئی،

لعن عربی میں بعد۔ مراد اللہ کی رحمت سے دور ہوا۔

اس کی الٹ رحمت ہے۔ قوم عاد پر اللہ کی پکڑ کی بات کیسے ہوئی۔ ان سے اللہ نے پلٹنے کی توفیق چھین لی۔ لعنت سے بندہ کس کس چیز سے دور ہوتا ہے؟

1. اللہ کی رحمت سے دوری
2. خیر سے محرومی، نیکی کے کاموں کی توفیق چھن جاتی ہے۔ کبھی بھی کوئی نیکی آج کر رہے تھے کل چھوٹ گئی تو سوچ میں پڑ جائیں کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسی غلطی تو نہیں ہوگئی کہ اللہ نے مجھ سے یہ خیر کا کام چھین لیا۔
3. لوگوں کی طرف سے ملامت اور بیزاری۔ دنیا میں اہلِ ایمان میں ان کا ذکر ہمیشہ لعنت اور بیزاری کی موقعہ پر ہوتی ہے۔ قیامت میں یہ لعنت کیسے ہوگی، وہاں ذلت اور رسوائی سے دوچار ہوں گے اور اللہ کا عذاب آئے گا۔

بعد کا لفظ رحمت سے دوری اور لعنت اور ہلاکت کے معنی میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو دکھا رہا ہے کہ تم اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رہے ہو تم بڑے نہیں چھوٹے ہو۔ یہ اپنے دَور کی بہت ترقی یافتہ قومیں تھیں۔

جب آپ کسی کو غلط کام کرتا دیکھ کر روکتے نہیں تو شہہ دے دیتے ہیں وہ کہے گا میں نے ان کے سامنے کیا تھا لیکن وہ نہیں بولے۔